

حج و عمرہ والوں کے لئے انمول تحفہ



www.sirat-e-mustaqeem.com

احرام اور خوشبودار صابن



مجلس
تحقیقات شرعیہ

حج و عمرہ والوں کیلئے انمول تحفہ احرام اور خوشبودار صابن



مجلس تحقیقاتِ شرعیہ
مکتبہ المدینہ

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	تعارف مجلس تحقیقات شرعیہ	3
2	سوال	4
3	تحقیقی مقالہ	5
4	حالتِ احرام میں خوشبودار صابن کا استعمال	21
5	حالتِ احرام میں معطر شیمپو کا استعمال	22
6	حالتِ احرام میں خوشبودار واشنگ پاؤڈر کا استعمال	24
7	محرم اور مسجدین کریمین کے فرش کی دھلائی	24
8	خوشبودار عطریات میں فرق	26
9	حالتِ احرام میں خوشبودار ٹشو پیپر کا استعمال	26
10	حالتِ احرام میں سرمہ کا استعمال	27
11	کھانے والی خوشبودار لگانے کا حکم	28
12	صابن کو بنیتِ خوشبودار استعمال کرنا	29
13	محرم کا عطر لگائے ہوئے شخص سے مصافحہ کرنا	29
14	محرم کو گلاب کے ہار پہنانا	29
15	تصدیقات علماء کرام	31

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو

اللہ و رسول ﷺ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کے فضل و کرم سے تبلیغِ قرآن و سنت کی غیر سیاسی عالمگیر تحریک، دعوتِ اسلامی نہ صرف تبلیغی حوالے سے اصلاحِ امت کے مدنی کام میں کوشاں ہے بلکہ ہر شعبہ میں خدمتِ دین کا جذبہ لیے مصروف کار ہے۔ علمی حوالے سے بھی کثیر جامعات بنام ”جامعۃ المدینہ“ قائم ہیں جن میں بلا مبالغہ ہزاروں تشنگانِ علم اپنی سیرانی کا سامان کر رہے ہیں، پھر ہر شعبے سے متعلق مجالس کا قیام بھی دینی کام کے جذبے کی پختگی اور صدق کا شاہدِ عدل ہے۔

جدت و ترقی کے فکری انقلاب نے جہاں حیاتِ انسانی کو کئی طرح کی آسانیاں دیں ہیں وہیں بعض جگہ مشکلات سے بھی دوچار کیا ہے، نئی ایجادات اور معاشرتی و معاملاتی نظام سے متعلق شرعی و فقہی رہنمائی ایک انتہائی دشوار اور پیچیدہ کام ہوتا جا رہا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کتابُ اللہ اور حدیثِ رسول اور فقہ کے عظیم ذخائر میں ان مسائل کے نظائر پیش کرنے کے بعد احکام کی علل، اسباب اور محتملات پر غور کرتے ہوئے نیز اسبابِ ستہ مثل عُرف و رواج وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مسائل کا حل انتہائی ذہنی بیداری، تہقیق کا متقاضی ہے۔

بحمدہ تعالیٰ شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے جدید دور کے پیش آمدہ مسائل کی تنقیح و توضیح جیسی اہم دینی ذمہ داری کی طرف بھی توجہ فرمائی اور دعوتِ اسلامی کے مبلغین سے بچہ مفتیانِ کرام کَحَرَمِ اللہ تعالیٰ پر مشتمل ایک مجلس بنام ”مجلس تحقیقاتِ شرعیہ“ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے تحت متعین کی، ان حضرات نے انتہائی جانفشانی اور کدو کاوش کے بعد سرکارِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مجددِ دین و ملت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا القاری الحافظ الحاج امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی تعلیمات اور طریقہ کار کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے کام شروع کیا اور ابتدائی طور پر محرم کے خوشبودار صابن اور دیگر خوشبودار اشیاء کے استعمال سے متعلق شرعی حکم کی تنقیح و توضیح کی جسے ممتاز علماء و مفتیانِ کرام نے سراہا اور اپنی جلیل القدر تصدیقات و آراء سے بھی نوازا جس میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسی راسخِ اعلم شخصیت بھی شامل ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ﷺ یہ تحقیق انیق بصورتِ رسالہ بنام ”احرام اور خوشبودار صابن“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ ﷺ مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ کو غلطی اور خطا سے محفوظ فرمائے اور شرعی مسائل کی درست تنقیح کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْأَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجلسِ مکتبۃ المدینہ

۳ یقعد ۱۴۲۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام درج ذیل اُمور کے بارے میں :

۱۔ حجاز مقدس کے ہوٹلوں میں خوشبودار صابن، معطر شیمپو اور خوشبودار لے پاؤ ڈرہی ہاتھ دھونے کے لئے رکھے جاتے ہیں اور احرام والے بلا تکلف ان کو استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ طیارہ وائر پورٹ پر بھی احرام والوں کو یہی ملتا ہے۔

۳۔ کپڑے اور برتن دھونے کا پاؤ ڈر بھی حجاز مقدس میں خوشبودار ہی ہوتا ہے۔

۴۔ مسجدینِ کریمین کی دھلائی میں بھی اسی طرح کا خوشبودار مائع استعمال کیا جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً دھلائی ہوتی رہتی ہے جس سے احرام والوں کے پاؤں سن جاتے ہیں اور اس سے بچنا بے حد دشوار ہے۔

۵۔ عطریات اور دیگر خوشبوئیات میں فرق۔

۶۔ خوشبودار ٹشو پیپر کا استعمال احرام کی حالت میں بھی بلا تکلف کیا جاتا ہے۔

۷۔ سُرمہ وٹوتھ پیسٹ میں بھی خوشبو ہوتی ہے۔

۸۔ کھانے والی خوشبو لگانا اور لگانے والی خوشبو کھانا کیسا ہے؟

۹۔ اگر صابن کو بنیتِ خوشبو استعمال کیا تو کیسا اور اگر حصولِ خوشبو مقصود نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

۱۰۔ مکہ میں لوگ عطریات لگاتے ہیں اور پھر کسی محرم سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں مہک آ جاتی ہے اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

۱۱۔ لوگ احرام کی نیت کر لیتے ہیں پھر لوگ ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتے ہیں اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

سوال میں مذکورہ امور کے جوابات سے قبل خوشبو کی تعریف، اس کی اقسام اور کسی چیز میں اس کے مخلوط ہونے کی صورتوں کا سمجھنا بے حد ضروری ہے۔

خوشبو کی تعریف

عربی زبان میں خوشبو کے لئے ”طیب“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ لغوی طور پر

اس سے مراد وہ شے ہے جس سے خوشبو حاصل کی جائے۔ چنانچہ علامہ ابوالفضل جمال

الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی لسان العرب (ج ۱ ص ۵۶۲ مطبوعہ

دار الفکر بیروت) اور علامہ مرتضیٰ زبیدی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی تاج العروس (ج ۳ ص ۲۸۴ مطبوعہ

دار الہدایہ بیروت) میں بیان فرماتے ہیں: الطَّيْبُ مَا يَطِيَّبُ بِهِ وَقَدْ تَطَيَّبَ بِالْشَّيْءِ

و طيب فلان فلانا بالطيب یعنی طیب وہ شے ہے جس سے خوشبو دار ہوا جائے۔ (کہا جاتا

ہے) وہ شے کے ساتھ خوشبو دار ہوا اور فلاں نے فلاں کو خوشبو دار کیا۔

جبکہ فقہاء کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام نے اس کی تعریف مختلف الفاظ میں ذکر کی

ہے۔ چنانچہ علامہ سید ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی رد المحتار (ج ۳ ص ۵۷۳،

مطبوعہ مَدِیْنَةُ الْاَوْلِیَاءِ مِلَّتان) میں علامہ عمر بن نُجَیم مصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی النہر الفائق (ج ۲،

ص ۱۱۵ مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں، علامہ زین ابن نجیم مصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی

البحر الرائق (ج ۳ ص ۳، مطبوعہ کوئٹہ) میں علامہ ابن تھمام عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ السَّلام فتح القدر

(ج ۲ ص ۴۳۸، مطبوعہ کوئٹہ) میں، علامہ سید احمد طحطاوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی حاشیۃ الطحطاوی علی

مراقی الفلاح (ص ۶۰۹، مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں، علامہ محمود عینی حنفی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی

البنایۃ (ج ۴، ص ۲۴۰، مطبوعہ کوئٹہ) میں اور علامہ ابوالمکر حداد علیہ رحمۃ اللہ الجواد الجوہرۃ النیرۃ (ص ۲۰۷ مطبوعہ پشاور) میں اس کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: الطیب جسم له رائحة طيبة مستلذة كالزعفران والبنفسج والياسمين یعنی خوشبو ایک ایسا جسم ہے جس کے لئے ایسی پاکیزہ بو ہو جس سے لذت حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ زعفران، بنفشہ اور یاسمین۔

جبکہ علامہ علاؤ الدین انصاری اندر پتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فتاویٰ تاتارخانیہ (ج ۲، ص ۵۰۳، مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں اس کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے کہ الطیبُ عِبَارَةٌ عَنْ عَيْنٍ لَهُ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ یعنی خوشبو ایک ایسے عین (ذات) سے عبارت ہے جس کے لیے عمدہ ہو۔

جبکہ علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری شرح اللباب (ص ۳۱۰، مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں فرماتے ہیں: الطیب ما تطيب به ويكون له رائحة مستلذدة ويُتَّخَذُ مِنْهُ الطَّيْبُ یعنی خوشبو وہ شے ہے جس سے خوشبودار ہوا جائے اور اس کے لیے مرغوب ہو اور اس سے خوشبو بنائی جاتی ہو۔

جبکہ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار (ج ۱، ص ۵۲۰، مطبوعہ کوئٹہ) اور فتاویٰ عالمگیری (ج ۱، ص ۲۴۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت) میں یوں مذکور ہے کہ الطیب کلُّ شئی له رائحة مستلذدة ويعده العقلاء طيباً یعنی خوشبو ہر وہ شے ہے جس کے لئے مرغوب ہو ہو اور عقلاء اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں۔

ان تمام تعریفات سے جو مستفاد ہوا وہ درج ذیل ہے:

(۱) خوشبو وہ شے یا جسم ہے، جسے عرف عام میں خوشبو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے،

اور عقلِ سلیم رکھنے والے بھی اسے خوشبو شمار کرتے ہوں۔ (۲) بالذات خوشبو نہ ہو، مگر اس سے خوشبو بنائی جاتی ہو۔ مثلاً زیتون اور تل کا تیل، جیسا کہ علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کی تعریف سے مستفاد ہوا۔

خوشبو کی اقسام

اولاً یاد رہے کہ جسم، لباس اور منہ ان میں سے ہر ایک کے لئے اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ خوشبو ہوتی ہے۔ بعض خوشبوئیں ایسی ہیں کہ جن کو جسم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ باڈی اسپرے، خوشبودار تیل، مہندی، خوشبودار پاؤڈر وغیرہ۔ بعض کا استعمال لباس پر ہوتا ہے جیسا کہ عام عطریات اور کستوری وغیرہ اور بعض منہ کے لئے بطور خوشبو استعمال کی جاتی ہیں جیسے لاپچی وغیرہ۔

خوشبو کا حکم

علامہ شمس الدین سرخسی علیہ رحمۃ اللہ القوی المبسوط (ج ۴، ص ۱۲۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت) میں فرماتے ہیں: واعلم ان المحرم ممنوع من استعمال الدھن والطیب لقوله صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم: ”الحج الشعث التفل، وقال: يأتون شعثا غبرا من كل فج عميق“ واستعمال الدھن والطیب یزیل هذا الوصف وما یكون صفة العبادة یکره ازالته یعنی جان لیوے کُحرم کو تیل (خوشبودار) اور خوشبو کے استعمال سے منع کیا گیا ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کی بناء پر کہ ”حاجی بکھرے بال والا اور بو والا ہوتا ہے۔“ اور فرمایا: لوگ دور دراز راستے سے پراگندہ سر، غبار آلود چہرے والے ہو کر آتے ہیں اور تیل اور خوشبو کا استعمال اس وصف کو زائل کر دیتا ہے اور جو چیز عبادت کی صفت ہو اس کا زائل کرنا مکروہ ہے۔

خوشبو کے استعمال سے مراد

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری شرح اللباب (ص ۳۱۲) میں فرماتے ہیں: المراد بالالصاق اللصوق والتعلق بحسب الريح لا بالتصاق جزء الطيب ولهذا لوربط بثوبه مسكا او نحوه يجب الجزاء ولو ربط العود لم يجب لوجود الالصاق في الاول دون الثاني یعنی الصاق خوشبو سے مراد اس کا (کپڑے یا جسم پر) بو کے اعتبار سے چٹنا یا متعلق ہونا ہے، نہ کہ اجزائے خوشبو کے اعتبار سے، اسی وجہ سے اگر کسی نے اپنے کپڑے میں مشک یا اس کی مثل (خوشبو دینے والی کوئی شے) باندھی تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر عود باندھی ہو، تو نہیں۔ پہلی صورت میں الصاق کے پائے جانے اور دوسری میں نہ پائے جانے کی وجہ سے۔

چند امورِ ضروریہ

(۱) عود میں جزاء واجب نہ ہونے کی علت یہ ہو سکتی ہے کہ عود کو جب تک جلا یا نہ جائے عموماً وہ خوشبو نہیں دیتی لہذا یہ خوشبو شمار نہیں ہوتی بخلاف مشک کے کہ اس کا لباس پر باندھنا بھی خوشبو میں شامل ہے۔ خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری شرح اللباب (ص ۳۲۲) میں فرماتے ہیں: وان ربط العود فلا شيء عليه وان وجد رائحته كذا في البحر الزاخر وغيره لكن فيه ان العود ليس له رائحة الا بالنار ولو فرض وجود عود له رائحة بالحكم مثلا فلا شك ان حكمه كالعنبر وغيره لان العلة هي الرائحة هذا یعنی اگر کسی نے عود کو باندھا تو کوئی کفارہ نہیں اگرچہ اس کی خوشبو پائی جائے جیسا کہ البحر الزاخر وغیرہ میں ہے۔ لیکن اس میں یہ (اشکال) ہے کہ عود کے لیے آگ کے بغیر خوشبو ہوتی ہی نہیں اور اگر ایسی عود کا وجود فرض

کر لیا جائے کہ جسے رگڑنے کے ذریعے خوشبو حاصل ہو سکتی ہو تو بے شک اس کا حکم غبر وغیرہ کی طرح ہوگا کیونکہ علت تو یہی خوشبو ہے۔

(۲) جسم یا لباس پر خوشبو کا عین لگے بغیر صرف بُو سے ”کفارہ“ کے لئے ایک قید اور ضروری ہے کہ اگر خوشبو کا انتفاع (نفع لینا) دھوئیں کے ذریعے ہو، بایں صورت کہ اس کا عین بطور خوشبو استعمال نہ کیا جاتا ہو، تو اس صورت میں انتفاع کی نیت و قصد ضروری ہے، ورنہ بے نیت و قصد صرف جسم یا لباس میں بولس جانے سے کچھ نہیں۔

علامہ ابن نجیم مصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِیُّ البحر الرائق (ج ۳، ص ۴) میں فرماتے ہیں: ولا فرق بین ان یلتزق بشوبہ عینہ اور ائحتہ فلذا صرحوا انہ لو بخر ثوبہ بالبخور فتعلق بہ کثیر فعلیہ دم وان کان قلیلا فصدقة لانہ انتفاع بالطیب بخلاف ما اذا دخل بیتا قد اجمر فیہ فتعلق بشبابہ رائحة فلا شئی علیہ لانہ غیر منتفع بعینہ یعنی اس میں کوئی فرق نہیں کہ محرم کے کپڑے کے ساتھ خوشبو کا عین متعلق ہو یا اس کی بو، اسی وجہ سے علماء نے صراحت کی کہ اگر کسی نے اپنے کپڑوں کو خوشبو سے دھونی دی اور اس کی وجہ سے کثیر خوشبو متعلق ہو گئی تو ”دم“ ہوگا اور اگر قلیل ہو تو ”صدقہ“ کیونکہ یہ خوشبو سے نفع اٹھانا ہے، بخلاف اگر کوئی ایسے کمرے میں داخل ہوا جس میں دھونی دی گئی ہو اور اس کے کپڑے میں بولس جائے تو کچھ نہیں کیونکہ یہ اس کے عین کے ساتھ نفع اٹھانا نہیں۔

یہی عبارت علامہ سید احمد طحاوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِیُّ نے حاشیۃ الطحاوی علی الدر (ج ۱، ص ۵۲۰)، علامہ محمد بن سعید عبدالغنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے ارشاد الساری (ص ۳۱۲) اور علامہ شامی قُدِسَ سِرُّہُ التمامی نے ردُّ الْمُحْتَار (ج ۳، ص ۴۹۶) میں نقل فرمائی۔

مبسوط للسرخسی (ج ۴، ص ۱۲۳) میں ہے: عن محمد رحمہ اللہ ان

المحرم اذا دخل بيتا قد اجمر فيه فطال مكثه حتى علق ثوبه لا يلزمه شيء ولو اجمر ثيابه بعد الاحرام فعليه الجزاء لان الاجمار اذا كان في البيت فعين الطيب لم يتصل بثوبه ولا ببدنه انما نال رائحته فقط بخلاف ما اذا اجمر ثيابه فان عين الطيب قد علق بثيابه یعنی امام محمد عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ سے مروی ہے کہ اگر کُرْحَم (احرام والا) ایسے کمرے میں داخل ہو جسے دھونی دی گئی ہو اور وہاں کافی دیر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ بواس کے کپڑوں میں بس گئی تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر اپنے کپڑوں کو احرام کی نیت کے بعد دھونی دی تو کفارہ واجب ہے کیونکہ دھونی دینا جب کمرے میں ہو تو عین خوشبو نہ تو اس کے بدن سے متعلق ہوئی ہے اور نہ ہی کپڑوں سے بلکہ اس نے تو صرف بو پائی ہے بخلاف اپنے کپڑوں کو دھونی دینے کے کہ اس صورت میں عین خوشبو اس کے کپڑوں میں بس گئی ہے۔

علامہ سید احمد طحاوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی حاشیۃ الطحاوی علی الدرر (جلد ۱، ص ۵۱۹) میں فرماتے ہیں: وَلَا بَأْسَ أَنْ يَجْلِسَ فِي حَانُوتٍ عِطَارٍ أَوْ مَوْضِعٍ يَتَبَخَّرُ فِيهِ لَا أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ كَانَ الْجُلُوسُ هُنَاكَ لِاشْتِمَامِ الرَّائِحَةِ یعنی عطر فروش کی دکان یا ایسی جگہ جہاں دھونی دی جا رہی ہو بیٹھنے میں حرج نہیں، لیکن اگر وہاں بیٹھنا خوشبو سونگھنے کی نیت سے ہو تو مکروہ ہے۔

واضح ہوا کہ علماء نے جہاں یہ فرمایا کہ ”خوشبو میں قصد اور عدم قصد برابر ہیں“ وہاں مراد خوشبو کا عین یا اس کی ذات کا لگنا ہے، جبکہ خوشبو کے اثر یعنی بو کے لئے اس کا قصد یا خوشبو کا عادتہ اسی طرح استعمال کیا جانا ضروری ہے جیسا کہ عود کی دھونی بے قصد خوشبو بس جائے تو کچھ نہیں۔ یہ فرق واضح رہے کہ خطا کا مقام ہے۔

بدن پر استعمال ہونے والی اشیاء

مَلِكُ الْعُلَمَاءِ ابوبکر کاسانی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ سَمْعُ الدُّرَرِ بِسَائِعِ الصَّنَائِعِ (ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ کوئٹہ) میں علامہ سید احمد طحاوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر (ج ۱ ص ۵۲۰) میں اور فتاویٰ عالمگیری (ج ۱ ص ۲۴۰) میں ہے: قال اصحابنا ان الاشياء التي تستعمل فی البدن علی ثلاثة انواع نوع هو طيب محض معد للتطیب به کالمسک والكافور والعنبر وغير ذلك وتجب به الكفارة علی ای وجه استعمال حتی قالوا لوداوی عینه بطیب تجب علیه الکفارة لان العین عضو کامل استعمال فيه الطیب فتجب الکفارة ونوع لیس بطیب بنفسه ولا فيه معنى الطیب ولا یصیر طیباً بوجه کالشحم فسواء اکل او ادهن او جعل فی شقاق الرجل لاتجب الکفارة ونوع لیس بطیب بنفسه لكنه اصل الطیب یستعمل علی وجه الطیب ویستعمل علی وجه الادام کالزیت والشیرج فیتعتبر فيه الاستعمال فان استعمال استعمال الادهان فی البدن یعطی له حکم الطیب وان استعمال فی مأکول او شقاق رجل لا یعطی له حکم الطیب کالشحم اه یعنی ہمارے اصحاب نے فرمایا: بدن پر استعمال ہونے والی اشیاء تین قسم کی ہیں، خوشبوئے محض کہ جو خوشبو حاصل کرنے کے لیے ہی تیار کی گئی، جیسے مشک، کافور، عنبر وغیرہ، اس میں کفارہ واجب ہوگا، خواہ کسی طور پر اسے استعمال کیا گیا ہو۔ حتیٰ کہ فقہاء نے فرمایا کہ اگر کسی نے خوشبو سے اپنی آنکھ کا علاج کیا، تو اس پر کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ آنکھ ایک مکمل عضو ہے اور اس میں خوشبو کو استعمال کیا گیا ہے، لہذا کفارہ لازم ہوگا۔ دوسری قسم وہ کہ جو بذات خود خوشبو نہ ہو، نہ ہی اس میں خوشبو والا معنی پایا جاتا ہو جیسا کہ چربی تو اس میں کھانا یا بطور تیل استعمال کرنا یا پیروں کی پھٹن پر لگانا سب برابر ہے اور اس

میں کوئی کفارہ واجب نہیں۔ تیسری نوع وہ کہ جو بذاتِ خود تو خوشبو نہیں، لیکن خوشبو کی اصل ہے کہ بطور خوشبو بھی استعمال ہوتی ہے اور بطورِ سالن بھی۔ جیسے زیتون اور تل کا خالص تیل۔ اس میں اس کا استعمال مُعْتَمَر ہے (چنانچہ) اگر بطورِ تیل بدن پر استعمال ہو، تو اس کے خوشبو ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اگر کسی کھانے والی شے یا پیروں کی پھٹن میں استعمال ہو، تو چربی کی طرح خوشبو کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اھ

اس عبارت سے چند امور واضح ہوئے:

- (۱) خالص خوشبوئیں یعنی جو صرف خوشبو ہی کے لئے مستعمل (استعمال ہوتی) ہوں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی اور استعمال نہ ہو جیسے مروّجہ عطریات وغیرہ اس میں نیت کی شرط نہیں اس کو جس طرح بھی استعمال کیا جائے کفارہ لازم آئے گا۔
- (۲) جو مَن وَجہ (ایک وجہ سے) خوشبو اور مَن وَجہ خوشبو نہیں، اگر اسے بدن پر بطور خوشبو استعمال کیا جائے، تو اس میں بھی نیت کی حاجت نہیں، اگر کوئی اپنے بدن پر اس کا استعمال بھول کر بھی کر لے تب بھی کفارہ لازم ہوگا۔ جیسے زیتون کا خالص تیل..... اور..... اگر بطورِ دوا استعمال کیا تو خوشبو کا حکم نہیں۔

خوشبو میں آگ کا عمل

یہ امر بھی قابلِ توجّہ ہے کہ اگر خوشبو کو کسی شے کے ساتھ مخلوط کر دیا (ملادیا) گیا ہو خواہ وہ شے ماکولات (کھانے والی اشیاء) میں سے ہو یا مشروبات (پینے والی) میں سے یا ان کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے مستعمل ہو، اس کے احکام میں تفصیل ہے۔ اگر خوشبو کو کسی شے میں ڈال کر عملِ نار کر لیا گیا ہو تو اس کے استعمال سے مطلقاً کوئی شے واجب نہیں اور کوئی کراہیت بھی نہیں اگرچہ مہک آ رہی ہو۔

(۲) وہ شے جس میں خوشبو ملائی گئی اگر ماکولات میں سے ہے اور اس میں آگ کا عمل بھی نہیں کیا گیا تو خوشبو غالب ہونے کی صورت میں کفارہ واجب ہوگا اور مغلوب ہو تو کفارہ واجب نہیں لیکن اگر خوشبو (مہک) آتی ہو، تو مکروہ ہے۔

(۳) اگر ٹھوس خوشبو کو مشروبات میں بغیر عمل نار کے ملایا گیا، تو مطلقاً خوشبو کا حکم دیا جائے گا۔ لیکن اگر خوشبو غالب ہو تو ”دم“ ورنہ ”صدقہ“ واجب ہوگا۔ ہاں اگر خوشبو غالب نہ ہونے کی صورت میں بھی مشروب کو تین مرتبہ پیا، تو ”دم“ لازم ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ الشامی رد المحتار (ج ۳، ص ۵۷۶) میں فرماتے ہیں: اعلم ان خلط الطيب بغيره على وجوه لانه اما ان يخلط بطعام مطبوخ او لا ففي الاول لاحكم للطيب سواء كان غالبا او مغلوبا وفي الثاني الحكم للغلبة ان غلب الطيب وجب الدم وان لم تظهر رائحته كما في الفتح والا فلا شيء عليه غير انه اذا وجدت معه الرائحة كره وان خلط بمشروب فالحكم فيه للطيب سواء غلب غيره ام لا غير انه في غلبة الطيب يجب الدم وفي غلبة الغير تجب الصدقة الا ان يشرب مرارا فيجب الدم۔ خلاصہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

غلبہ کا اعتبار

غلبہ کا اعتبار اجزاء کی کثرت سے ہوگا نہ کہ خوشبو سے۔

شرح اللباب (ص ۳۱۷) میں ہے: فان كان الغالب الملح ای اجزائہ لا طعمہ ولا لونه فلا شيء عليه یعنی اگر نمک غالب ہو یعنی اس کے اجزاء نہ کہ اس کا رنگ اور

اس کا ذائقہ اچھا۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی رد المحتار (ج ۳ ص ۵۷۶) میں فرماتے ہیں: والظاهر انه ان وجد من المخالط رائحة الطيب كما قبل الخلط فهو غالب والا فمغلوب یعنی ظاہر یہ ہے کہ اگر مخالط (ملائی گئی شے) میں خوشبو کی مہک ویسی پائی جیسی ملنے سے پہلے تھی، تو خوشبو غالب ہے، ورنہ مغلوب۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی نے یہ بات علامہ ابن امیر حاج حلبي عليه رضة الله القوي کے حوالے سے نقل کی لیکن البحر الرائق میں اس عبارت کے تحت علامہ شامی قدس سرہ السامی منحة الخالق میں فرماتے ہیں: ان هذا الفرق ينافيه ما قدمناه عن الفتح من انه اذا كان الطيب غالب يجب الجزاء وان لم تظهر رائحته فانه يقتضى ان المناطق كثيرة الاجزاء لا وجود الرائحة، تأمل یعنی یہ فرق اس کے منافی (نفی کرنے والا) ہے جو ہم نے فتح القدیر کے حوالے سے پہلے ذکر کیا کہ ”اگر خوشبو غالب ہے، تو جزاء واجب ہوگی اگرچہ مہک ظاہر نہ ہو۔“ کیونکہ یہ قول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مدار کثرت اجزاء پر ہے نہ کہ وجود پر، غور کر لیجئے۔ (منحة الخالق علی هامش البحر الرائق ج ۳ ص ۶)

اسی طرح رد المحتار (ج ۳ ص ۵۷۷) میں فرمایا: قلت لكن قول الفتح المار في غير المطبوع وان لم تظهر رائحته يفيد اعتبار الغلبة بالاجزاء لا بالرائحة وقد صرح به في شرح اللباب یعنی میں کہتا ہوں: ”لیکن فتح القدیر کا بغیر پکائی ہوئی چیز کے بارے میں جو قول گزرا کہ اگرچہ مہک ظاہر نہ ہو، یہ اجزاء کے اعتبار سے غلبہ کا فائدہ دیتا ہے نہ کہ مہک کے ساتھ اور شرح اللباب میں اسی کی صراحت کی۔“

قابل توجہ امر ہے کہ خوشبو کی کثرت میں اعتبار اگرچہ اجزاء کی کثرت کا ہے

لیکن ساتھ میں مہک کا وجود بھی ضروری ہے، حتیٰ کہ اگر اس کی بو ختم ہو جائے تو اس کا اعتبار جاتا رہا۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ جن کے کلمات سے یہی ظاہر ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ (ج ۴، ص ۶۸۹) میں ہے: ”اگر مشک وغیرہ خوشبو اتنی کم پڑی کہ خوشبو نہ دے یا مدت گزرنے سے اُتر گئی کہ اب خوشبو جاتی رہی تو کراہت بھی نہیں۔“

بہارِ شریعت (ص ۳۲ حصہ ششم، مطبوعہ مرکز الاولیاء لاہور) میں ہے: ”جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگر چہ خوشبو دیں یا بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ بو نہیں دیتی اس کا کھانا پینا (جائز ہے)۔“ اسی طرح (ص ۸۶) پر فرمایا: ”کھانے میں پکتے وقت خوشبو پڑی یا فنا ہوگئی تو کچھ نہیں ورنہ اگر خوشبو کے اجزاء زیادہ ہوں تو وہ خالص خوشبو کے حکم میں ہے اور کھانا زیادہ ہو تو کفارہ کچھ نہیں مگر خوشبو آتی ہو تو مکروہ ہے۔“ حاصل یہ ہوا کہ اجزاء کی کثرت کا اعتبار جب ہے کہ مہک بھی موجود ہو، ورنہ اجزاء کی کثرت کا بھی اعتبار نہیں۔

نیز علامہ حلبی اور شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے اقوال میں تطبیق ممکن ہے کہ اختلاط سے پہلے جو خوشبو کی مہک تھی، اختلاط کے بعد بھی اسی مہک کا پایا جانا عموماً اس وقت ہی ہوگا کہ جب خوشبو کے اجزاء کثرت سے ہوں، ورنہ اس مہک میں تبدیلی آجائے گی اور یہ تبدیل شدہ مہک اب کھانے کی کہلائے گی، نہ کہ خوشبو کی۔ اور یہی تبدیل شدہ مہک، دراصل خوشبو کا فنا ہو جانا ہے کہ درحقیقت اب یہ وہ مہک نہیں، جو خوشبو کی تھی۔ مہک کی تبدیلی ہو جانا، ذوقِ سلیم رکھنے والا شخص با آسانی معلوم کر سکتا ہے۔

ارشاد الساری (ص ۳۱۷) میں ہے: الفرق بین الغالب و غیرہ ان وجد من المخالط رائحة الطيب كما قبل الخلط وحس الذوق السليم بطعمه فيه حسا ظاهرا فهو غالب والا فهو مغلوب یعنی غالب و مغلوب میں فرق یہ ہے کہ اگر مخالط میں غلط (ملنے) سے پہلے والی خوشبو کی مہک پائی جائے اور ذوقِ سلیم رکھنے والا ظاہری حس کے ساتھ اس کے ذائقے کو محسوس کرے، تو خوشبو غالب ہے، ورنہ مغلوب اھ۔ یہ عبارت علامہ ابن نجیم مصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی البحر الرائق (ج ۳، ص ۶) میں نقل فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اب اصل سوالات کی طرف چلتے ہیں:

(۱) خوشبودار صابن

خوشبودار صابن میں معلومات کے مطابق دو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں:

(۱) آگ میں پکاتے وقت خوشبو ڈالی جاتی ہے۔

(۲) صابن کے آمیزے کو گرم کیا جاتا ہے اور پھر حرارت کم کر کے اس کو چالیس ڈگری پر لا کر خوشبو ملائی جاتی ہے۔

پہلی صورت

پہلی صورت میں تو ماسبق (گزشتہ) کلام کی روشنی میں حکم واضح ہے کہ جب خوشبو ڈالنے کے بعد آگ کا عمل کر لیا گیا، تو خوشبو کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے، اور بغیر کسی کراہیت کے اس کا استعمال جائز ہوگا۔ لہذا حکم جواز دیا جائے گا۔ جبکہ دوسری صورت میں بھی حکم جواز ہی مناسب ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ پہلے جو حکم جواز بیان کیا

گیا، اس پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے، جس کا دور کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اشکال: آپ نے خوشبودار صابن جب کہ اس کی خوشبو کو پکالیا گیا ہو کے جواز کا حکم دیا، حالانکہ فقہاء نے صابن یا اس کی مثل میں خوشبو شامل ہونے والی اشیاء کے استعمال پر کفارے کا حکم لگایا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المحتار (ج ۳، ص ۵۷۷) میں، نیز فتاویٰ عالمگیری (ج ۱، ص ۲۴۱) میں اثنان (ایک خوشبودار بوٹی جو صابن کی جگہ استعمال کی جاتی تھی) کے بارے میں فرمایا کہ ”اگر اثنان میں خوشبو ملی ہو اور محرم نے اسے استعمال کیا، تو اگر دیکھنے والا کہے کہ یہ اثنان ہے، تو اس پر ”صدقہ“ ہوگا اور اگر وہ اسے خوشبو قرار دے تو ”دم“ ہوگا۔“ اس حکم میں آگ پر پکانے یا نہ پکانے کی کوئی قید نہیں لگائی۔

عالمگیری کی عبارت یہ ہے: ”لو غسل المحرم باثنان فيه طيب فان كان من راه سماه اثنانا كان عليه الصدقة وان كان سماه طيبا كان عليه الدم كذا في فتاوى قاضیخان۔“ ترجمہ حسب سابق ہے۔

جواب: اس عبارت میں اگرچہ عملِ نار ہونے یا نہ ہونے کی قید نہیں، لیکن ماقبل میں جب فقہاء نے طعام مطبوخ (پکے ہوئے) کا حکم بیان کر دیا، تو اب یہ مسئلہ بھی اسی پر محمول ہونا چاہیے کہ آگ نے جس طرح کھانے میں تغیر لا کر خوشبو کے حکم کو اصالہً ساقط کر دیا، صابون یا اس کی مثل اشیاء میں بھی وہ یہی عمل کرے گی۔ لہذا اعتبار آگ کے عمل کا ہے، اس میں یہ ضروری نہیں کہ وہ شے ماکولات میں سے ہی ہو، مشروبات اور دیگر اشیاء میں بھی یہ حکم جاری ہوگا۔

امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان
 عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے خمیرہ تمباکو کا ایسا حقہ پینا جائز قرار دیا ہے کہ جس میں سنبل اور مشک
 کی خوشبو کو ملایا گیا ہو اور حکم جواز کی علت، آگ کے عمل کو قرار دیا، حالانکہ خمیرہ نہ تو
 کھایا جاتا ہے اور نہ ہی حقیقتہً پیا جاتا ہے، اس دھوئیں پر مجاز اپنے کا اطلاق ہوتا ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن الْعَزِیْزَةِ جَدُّ الْمُتَمَتَّارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَارِ (ج ۲ ص ۲۴۰)
 ۲۴۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی میں فرماتے ہیں: یستفاد منه حکم خمیرة التبن
 الملقی فیہا سنبل الطیب والمسک ونحوہما فان الخمیرة لا توکل
 ولا تشرب لاہی ولا جزء منها بل تؤثر فیہا النار فتحللہا دخاناً،
 فتقلب حقیقتہا، وقلب العین مغیر للحکم فهو لم یاکل طیباً ولم یشربہ
 وانما شرب دخاناً مطیباً فینبغی ان لا شیء علیہ غیر الکراہة ان
 وجدت الرائحة ثم الکراہة حیث اطلقت للتحريم فیلزم التأثیم فیما
 یظهر بل لعل الاظهر ان هذا لعمل النار یتحقق بالمطبوخ وقد علم من
 الشرح ان لا شیء فیہ ولا کراہة والطیب الممزوج فی الخمیرة
 عمل فیہ النار فینبغی ان لا حکم فیہا للطیب اصلاً، ملخصاً اہ یعنی اس
 سے خمیرہ تمباکو کا حکم مستفاد (حاصل) ہوتا ہے کہ جس میں سنبل اور مشک اور انکی مثل دیگر خوشبویات
 ڈالی جاتی ہیں۔ کیونکہ خمیرہ نہ تو کھایا جاتا ہے اور نہ ہی پیا جاتا ہے، نہ اس کی ذات اور نہ ہی اس کا
 کوئی جز، بلکہ اس میں آگ اثر کرتی ہے اور اسے دھواں بنا دیتی ہے۔ لہذا اس کی حقیقت تبدیل
 ہو جاتی ہے اور قلبِ مابیت حکم کو بدل دیتی ہے، لہذا حقہ پینے والے نے، نہ تو خوشبو کھائی اور نہ ہی
 اسے پیا، اس نے تو خوشبودار دھواں پیا ہے، تو مناسب ہے کہ اس پر کوئی کفارہ نہ ہو۔ لیکن اگر خوشبو

پائی جائے تو کراہیت ہوگی پھر جب کراہیت مطلق کہی جائے تو وہ تحریم کے لیے ہوتی ہے تو ظاہر اس سے گناہ گار ہونا لازم آتا ہے بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ خمیرہ آگ کے عمل کی وجہ سے مطبوخ کے ساتھ ملحق ہو گیا اور شرح سے یہ بات معلوم ہو چکی کہ مطبوخ میں کوئی کفارہ بھی نہیں اور نہ ہی کوئی کراہیت اور خمیرہ میں ملائی جانے والی خوشبو پر آگ نے عمل کر لیا، تو مناسب یہ ہے کہ خوشبو ہونے کا اصلاً حکم نہ ہو۔

مزید یہ کہ خوشبودار مرہم یا دوا اگرچہ ماکول یا مشروب نہیں لیکن اس میں بھی آگ کا عمل ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری شرح اللباب (ص ۳۱۹) میں فرماتے ہیں: لو تداوی بالطیب ای المحض الخالص او بدواء فیہ طیب ای غالب ولم یکن مطبوخاً لماسبق الخ یعنی اگر کسی نے خالص خوشبو کو بطور دوا استعمال کیا یا ایسی دوا جس میں خوشبو غالب ہو اور اسے پکایا نہ گیا ہو، جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

ارشاد الساری (ص ۳۱۸) میں ہے: ”واما ان یخلط بما یستعمل فی البدن کالاشنان ونحوہ فحکمہ مثل حکم خلطہ بمشروب اہ یعنی اگر خوشبو اس چیز کے ساتھ ملے جو بدن میں استعمال کی جاتی ہو، جیسے اشنان وغیرہ، تو اس کا حکم مشروب میں خوشبو کے ملنے کی طرح ہے۔“

امام زلیعی رحمۃ اللہ القوی نے تبیین الحقائق (ج ۲ ص ۵۳، مطبوعہ مدینۃ الاولیاء ملتان) میں واضح صراحت کی کہ جس طرح طبخ (پکائی) کا عمل ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے کھانے کی تقسیم ہے، یہی حکم مشروبات میں بھی ہے چنانچہ فرمایا: ”لو اکل زعفرانا مخلوطاً بطعام او طیب آخر ولم تمسه النار یلزمہ دم وان مستہ فلا

شئ علیہ لانه صار مستهلکا وعلى هذا التفاصيل فى المشروب یعنی اگر کسی نے زعفران کھائی جو کہ کسی طعام یا کسی اور خوشبو کے ساتھ مخلوط تھی اور اسے آگ نے نہ چھوا ہو تو ”دم“ لازم ہوگا۔ اور اگر آگ نے چھوا ہو، تو کوئی کفارہ نہیں۔ کیونکہ وہ زعفران ہلاک (فنا) ہوگئی اور یہی تفصیل مشروبات میں ہے۔“

علامہ حسن بن محمد سعید عبدالغنی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الغنی ارشاد الساری (ص ۳۱۶) میں فرماتے ہیں: فلا جزاء فیما یطبخ کالقہوة المذکورة و کدواء طبخ بہیل و نحوه لانه صار مستهلکا یعنی جس شے کو پکالیا گیا ہو، اس میں کوئی کفارہ نہیں، جیسا کہ مذکورہ تہوہ اور وہ دوا جس میں ہیل اور اس کی مثل کو پکالیا گیا ہو، کیونکہ وہ فنا ہوگئی۔ بلکہ اَشْئَان والا مسئلہ بھی عدم طبخ کے ساتھ مقید ہے، شرح اللُّباب میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الباری نے پہلے امام زلیعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ القوی کی عبارت نقل کی جو ماقبل میں گزری اور پھر اس کے بارے میں صاحب لباب کے حوالے سے نقل کیا کہ قال المصنف رحمہ اللہ ولم یقید بالغلبة فی لزوم الدم فیحمل علی المقید والا فمخالف لما فی الفتح یعنی مصنف رَحْمَةُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے امام زلیعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ القوی کی عبارت کے بارے میں فرمایا، انہوں نے دم کے لزوم کو غلبہ کے ساتھ مقید نہیں کیا، پس اسے اس قید پر ہی محمول کیا جائے گا، ورنہ یہ فتح القدر میں موجود مسئلہ کے مخالف ہوگا۔ (شرح اللباب ص ۳۱۷)

پھر ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الباری نے فتح القدر کی عبارت نقل کی جو ”خوشبو میں آگ کے عمل“ کے تحت رد المحتار کے حوالے سے نقل کی جا چکی ہے اور پھر اَشْئَان والا مسئلہ تحریر کیا۔ زیادتی نواند کی غرض سے نقل عبارت میں مضائقہ نہیں چنانچہ فرمایا: وقد

قالوا فيما لو جعل الزعفران في الملح ان كان الزعفران غالبا فلا شيء عليه وفي المنتقى اذا غسل المحرم يده باشنان فيه طيب فان كان اذا نظرا اليه قالوا هذا اشنان فعليه صدقة وان قالوا هذا طيب فعليه دم انتهى دونوں عبارتوں کا خلاصہ گزر چکا۔

اس کے بعد ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: وليس فيهما ما يفيد التقييد بل مطلق يقيد بما ذكره الزيلعي فيحمل على غير المطبوع فتأمل فانه موضع الزلل یعنی ان دونوں مسئلوں میں کوئی ایسی چیز نہیں، جو امام زیلعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَارِی کے مسئلہ کی (غلبہ کے ساتھ) تقیید کا فائدہ دے۔ بلکہ یہ مسئلہ (طبخ و غیر طبخ کی قید سے) مطلق ہیں، تو انہیں اس کے ساتھ مقید کیا جائے، جو امام زیلعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَارِی نے ذکر کیا۔ لہذا ان کو غیر مطبوع پر محمول کیا جائے۔ غور کر لیجئے، کیونکہ یہ خطا کا مقام ہے۔ (شرح اللباب ص ۳۱۷) والحمد للہ رب العالمین

دوسری صورت

دوسری صورت میں بھی اس صابن کے استعمال کا جواز ظاہر ہے، کیونکہ آگ کے عمل سے مراد، حرارت کا پایا جانا ہے نہ کہ آگ کا وجود حقیقی، جیسا کہ آج کل الیکٹرونک آلات کے ذریعے حرارت پیدا کی جاتی ہے، مثلاً جیسے ہیٹرو وغیرہ پر چائے اور دیگر اشیاء پکائی یا گرم کی جاتی ہیں۔ اب جیسا کہ ماقبل گزرا کہ صابن کو خوشبودار کرنے کے لیے چالیس ڈگری کی حرارت قائم رکھ کر خوشبو ملائی جاتی ہے، لہذا آگ کی تاثیر پائے جانے کی بناء پر مذکور صابن میں موجود خوشبو مُسْتَهْلَک (ہلاک شدہ) کے

حکم میں ہے۔

(۲) معطر شیمپو

شیمپو (مائع صابن) اگر سر یا داڑھی میں استعمال کیا جائے، تو خوشبو کی ممانعت کی علت پر غور کے نتیجے میں اس کی ممانعت کا حکم ہی سمجھ میں آتا ہے، بلکہ کفارہ بھی ہونا چاہیے، جیسا کہ خطمی (خوشبودار بوٹی) سے سر اور داڑھی دھونے کا حکم ہے کہ یہ بالوں کو نرم کرتا ہے اور جویں مارتا ہے اور محرم کے لیے یہ ناجائز ہے۔

دُر مختار (ج ۳، ص ۴۹۸) میں ہے: ”غسل راسه ولحيته بخطمی لانه طيب اويقتل الهوام“ یعنی سر اور داڑھی کو خطمی سے دھونا (حرام ہے) کیونکہ یہ خوشبو ہے یا جوؤں کو مارتا ہے۔ اس عبارت کے تحت علامہ سید ابن عابدین شامی قُدس سرُّہ السامی رد المحتار میں ارشاد فرماتے ہیں: ”المراد الغسل بماء مزج فيه كما في القهستاني وقوله لانه طيب اشار الى الخلاف في علة وجوب اتقائه فالوجوب متفق عليه وانما الخلاف في علته وموجبه فيتقه عند الامام لان له رائحة طيبة وان لم تكن زكية وموجبه دم وعندهما لانه يقتله الهوام ويلين الشعر وموجبه صدقة یعنی خطمی سے (سر یا داڑھی) دھونے سے مراد اس پانی سے دھونا ہے جس میں خطمی ملائی گئی ہو جیسا کہ قهستاني میں ہے اور ان کا کہنا: ”لانه طيب“ یہ خطمی سے بچنے کی علت میں اختلاف کی طرف اشارہ ہے اس سے بچنے پر توسب کا اتفاق ہے لیکن اس کی علت و حکم میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک محرم اس سے بچے گا کیونکہ اس کے لیے عمدہ خوشبو ہوتی ہے اگرچہ تیز نہیں اور اس کے استعمال کا موجب (لازمی ہونے والی شے) ”دم“ ہوگا اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہا کے نزدیک کیونکہ یہ جویں مارتا اور بال نرم

کرتا ہے اور اس کا موجب ”صدقہ“ ہے۔“

اختلاف کی اصل یہ ہے کہ چونکہ امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جویں مارنے اور بال نرم کرنے کی صفت رکھنے کے ساتھ ساتھ، خطمی کا خوشبو ہونا بھی ثابت ہے، لہذا اجنابت (جرم) کا مل ہے اور ”جنابتِ کاملہ“ کے نتیجے میں ”دم“ واجب ہوتا ہے۔ جب کہ صاحبین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک چونکہ یہ خوشبو نہیں، لہذا یہاں ”جنابتِ قاصرہ“ (ناکمل جرم) کا ثبوت ہوگا اور اس کا موجب ”صدقہ“ ہے۔

شیمپو سے سر دھونے کی صورت میں بھی بظاہر جنابتِ قاصرہ کا وجود ہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس میں بھی آگ کا عمل ہوتا ہے۔ لہذا خوشبو کا حکم تو ساقط ہو گیا لیکن بالوں کو نرم کرنے اور جوئیں مارنے کی علت موجود ہے، لہذا ”صدقہ“ واجب ہونا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ اگر کسی کے سر پر بال اور چہرے پر داڑھی نہ ہو تو کیا اب بھی حکم سابق ہی لگایا جائے گا؟ بظاہر اس صورت میں کفارے کا حکم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حکم ممانعت کی علت بالوں کا نرم اور جوؤں کا ہلاک ہونا تھا اور مذکورہ صورت میں یہ علت مفقود ہے اور انتفاء علت (علت کا نہ ہونا) انتفاء معلول کو مستلزم (لازم کرنے والی) ہے لیکن اس سے اگر میل چھوٹے تو یہ مکروہ ہے کہ محرم کو میل چھڑانا مکروہ ہے۔ اور ہاتھ دھونے میں اس کی حیثیت صابن کی سی ہے کیونکہ یہ مانع حالت میں صابن ہی ہے اور اس میں بھی آگ کا عمل کیا جاتا ہے۔ اس کی مزید توضیح سوال نمبر ۴ کے جواب کے ضمن میں آئے گی۔

(۳) خوشبودار واشنگ پاؤڈر

واشنگ پاؤڈر چاہے ہاتھ دھونے کے لیے استعمال ہو یا کپڑے یا برتن دھونے کے لیے، اس میں کوئی کفارہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اس کی تیاری میں بھی آگ کا عمل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد خوشبو ملائی جاتی ہے، نیز عُرف و عادت میں اس سے خوشبو کا حصول بھی مقصود نہیں ہوتا، مزید اس پر تعامُل اُمت بھی ہے۔ سوال نمبر ۱۲ اور ۱۳ کا جواب بھی اسی کے ضمن میں آ گیا اور بالفرض اگر پکانہ ہو اور خوشبو ملی، تو وہی حکم ہوگا جو پیچھے اُشان کا گزرا۔

(۴) فرش کی دھلائی

مسجدین کریمین کے فرش کی دھلائی میں اگر محرم کے پاؤں سن جائیں، تو کوئی کفارہ نہیں کہ یہ خوشبو نہیں۔ اور بالفرض اگر یہ محلول خالص خوشبو بھی ہوتا، تو بھی کفارہ واجب نہ ہوتا، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ محلول پہلے پانی میں ملایا جاتا ہے اور پانی اس محلول سے زائد اور یہ محلول مغلوب ہوتا ہے اور اگر مائع خوشبو کو کسی مائع میں ملایا جائے اور مائع غالب ہو، تو کوئی جزاء نہیں ہوتی۔ کتب فقہ میں جو مشروبات کا حکم عموماً تحریر ہے اس سے مراد ٹھوس خوشبو کا مائع میں ملایا جانا ہے۔

علامہ حسین بن محمد عبدالغنیؒ کی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد الساری (ص ۳۱۶) میں فرماتے ہیں: وَمِنْهُ يَعْلَمُ اَنْ نَحْوَ السَّكْرِ الْمَبْلُولِ اِذَا خُلِطَ بِنَحْوِ مَاءِ الْوَرْدِ فَانَّهُ اِذَا كَانَ مَاءُ الْوَرْدِ مَغْلُوبًا كَمَا هُوَ الْغَالِبُ عَادَةً لَا جُزْءٌ فِيهِ وَنَقْلًا لِمَا عَلَى نَحْوِهِ عَنِ الطَّرَابِلْسِيِّ وَاقْرَاهُ وَابْدِهِ وَاصْلَهُ مِنَ الْمَحِيطِ يَعْنِي

اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ گیلی شکر (یعنی میٹھا شربت) اور اس کی مثل، گلاب کے پانی کے ساتھ ملایا جائے، تو اگر عرق گلاب مغلوب ہو، جیسا کہ عادتاً ایسا ہی عام طور پر ہوتا ہے، تو اس میں کوئی کفارہ نہیں، اور علامہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَارِی نے اسی کی مثل طرابلسی سے نقل کیا اور اسے برقرار رکھا اور اس کی تائید کی اور اس کی اصل محیط میں ہے۔

علامہ عبدالغنی مکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی مزید فرماتے ہیں: انما حملنا عبارتہ علی ما اذا كان الطيب جامدا لئلا تناقض عبارتہ ما مر عن المحيط لان الضمير في قوله ولو خلطه علی ما هو المتبادر من عبارتہ عائد الی الزعفران ويظهر فرق بين المائع والجامد لان المائع من الطيب اذا كان مغلوبا يصير مستهلكا في المشروب لکمال امتزاجه به بخلاف الجامد لبقاء عينه فلذا وجب في المغلوب صدقة یعنی ہم نے فتح القدیر کی عبارت کو اس پر محمول کیا، جب کہ خوشبو جامد (ٹھوس) ہوتا کہ ان کی عبارت اس سے نہ ٹکرائے جو ”محیط“ کے حوالے سے گزری۔ کیونکہ ان کے قول ”خَلَطَهُ“ میں ضمیر کا زعفران کی طرف عائد ہونا (لوٹنا) ہی ان کی عبارت سے متبادر (واضح) ہے۔ اور مائع اور ٹھوس میں فرق ظاہر ہے کیونکہ مائع خوشبو جب مغلوب ہو تو وہ مائع میں کمال امتزاج (ملنے) کی وجہ سے مُستَہْلَک (فتا) ہو جاتی ہے، بخلاف ٹھوس کے کہ اس کا عین باقی رہتا ہے، اسی وجہ سے ٹھوس کے مغلوب ہونے میں بھی ”صدقہ“ واجب ہوتا ہے۔

لہذا اس محلول سے بھی خوشبو کا حکم ساقط ہو گیا۔ شیمپو میں بھی اگر مائع صورت میں خوشبو ملائی جاتی ہے تو ظاہر یہی ہے کہ وہ قلیل ہوتی ہے لہذا اس صورت میں شیمپو میں بھی کفارہ نہیں۔

(۵) خوشبو اور عطریات میں فرق

خوشبو کی تعریف اور اس کی اقسام پر ابتدائی گفتگو سے ظاہر ہوا کہ خوشبو کئی اقسام کی ہوتی ہے، کھانے والی، بدن پر لگانے والی اور سر یا داڑھی پر لگانے والی وغیرہ جب کہ عطر عادتہ لباس پر ہی استعمال کیا جاتا ہے، یعنی ہر خوشبو کو عطر نہیں کہہ سکتے۔ جیسے الابچی لیکن ہر عطر خوشبو ہے، لہذا ان کے مابین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، خوشبو عام ہے اور عطر خاص۔

(۶) خوشبودار ٹشو پیپر

خوشبودار ٹشو پیپر میں اگر خوشبو کا عین موجود ہے یعنی وہ پیپر خوشبو سے بھیگا ہوا ہے، تو اس تری کے بدن پر لگنے کی صورت میں جو حکم خوشبو کا ہوتا ہے، وہی اس کا بھی ہوگا۔ یعنی اگر قلیل ہے اور عضوِ کامل کو نہ لگے، تو صدقہ، ورنہ اگر کثیر ہو یا کامل عضو کو لگ جائے، تو دم ہے۔ اور اگر عین موجود نہ ہو، بلکہ صرف مہک آتی ہو، تو اگر اس سے چہرہ وغیرہ پونچھا اور چہرے یا ہاتھ میں خوشبو کا اثر آ گیا، تو کوئی ”کفارہ“ نہیں کہ یہاں خوشبو کا عین نہ پایا گیا اور ٹشو پیپر کا مقصود اصلی خوشبو سے نفع لینا نہیں۔

ہندیہ (عائگیری ج ۱ ص ۲۴۱) میں ہے: لو دخل بیتا قد اجمر فعلق بشوبہ رائحة فلا شيء عليه لانه غير منتفع بعينه یعنی اگر کوئی ایسے کمرے میں داخل ہوا جس کو دھونی دی گئی اور اس کے کپڑے میں مہک بس گئی، تو کوئی کفارہ نہیں، کیونکہ اس نے خوشبو کے عین سے نفع نہیں اٹھایا۔

سیدی ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَارِی نے شرح اللباب (ص ۱۲۱) میں خوشبو کا جرم لگے بغیر، صرف مہک لگنے کے جواز کے بارے میں صراحت فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے

ہیں: ومسه ای لمس الطیب ان لم يلتزق ای شیء من جرمه الی بدنہ فانہ حینئذ نوع من استعمالہ بخلاف اذا تعلق بہ ریحہ وعبق بہ فوحہ فانہ لا تصرہ اہ یعنی (احرام کے مکروہات میں سے) اس یعنی خوشبو کا چھونا (بھی) ہے۔ بشرطیکہ وہ چمپے نہیں یعنی اس خوشبو کے جرم میں سے کوئی شے اس کے بدن کو نہ چمپے کیونکہ اس وقت یہ خوشبو کے استعمال کی ایک قسم قرار پائے گی بخلاف اس کے کہ جب اس کے ساتھ خوشبو کی مہک متعلق ہو جائے اور (بغیر جرم کے) خوشبو لگے اور بھڑکے تو یہ اس کے لیے مُضر (نقصان دہ) نہیں۔ اس کے بارے میں تفصیلی بیان ”خوشبو کے استعمال سے مراد“ کے عنوان کے تحت گزر چکا ہے۔

(۷) سرمہ

سرمہ اگر بغیر خوشبو کا ہے تو سنت یا ضرورت کی وجہ سے اس کے استعمال میں کوئی حرج (گناہ) نہیں لیکن محرم کے لیے بلا ضرورت اس کا استعمال مکروہ ہے اور بظاہر ”کراہت تنزیہی“ ہے اور عموماً سرمے میں خوشبو نہیں ہوتی ہے کما هو المشاہد اور اگر سرمہ خوشبودار ہو، تو ایک یا دو بار استعمال میں ”صَدَقَ“ ہے اور تین یا اس سے زائد میں ”وَمَ“۔

”شرح اللُّبَاب“ (ص ۱۲۲) میں ہے: والاکتحال بما لا طیب فیہ ای عملاً بالسنة وتقوية للباصرة لا قصد الزينة یعنی ایسا سرمہ لگانا مُباح (جائز) ہے کہ جس میں خوشبو نہ ہو۔ یعنی سنت پر عمل کی نیت سے اور بصارت (بینائی) کی تقویت کے لیے نہ کہ قصدِ زینت سے۔

عالمگیری (ج ۱، ص ۲۴۱) میں ہے: عن محمد علیہ الرحمة فیمن اکتحل

بکحل مطیب مرة او مرتین فعليه الصدقة وان کان مرارا کثیرة فعليه دم یعنی امام محمد علیہ رَحْمَةُ اللہِ الاحد سے، اس شخص کے بارے میں کہ جس نے خوشبودار سرمہ ایک یا دو مرتبہ لگایا، مروی ہے کہ اس پر ”صدقہ“ ہے اور اگر کئی مرتبہ لگایا، تو اس پر ”دم“ واجب ہے۔ بہار شریعت (ص ۸۶ حصہ ششم) میں ہے: ”خوشبودار سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو ”صدقہ“ دے، اس سے زیادہ میں ”دم“ ہے اور جس سرمہ میں خوشبو نہ ہو، اس کے استعمال میں حرج (گناہ) نہیں، جب کہ بضرورت ہو اور بلا ضرورت مکروہ۔“

(۸) ٹوٹہ پیسٹ

ٹوٹھ پیسٹ میں اگر آگ کا عمل ہوتا ہے، جیسا کہ یہی مُتبادِر ہے، جب تو حکم کفارہ نہیں، جیسا کہ ماقبل تفصیل سے گزر چکا۔ لیکن اس میں عموماً منہ کی بدبودار کرنے اور خوشبو حاصل کرنے کا قصد ہوتا ہے، لہذا اس کا استعمال ”کراہیت“ سے خالی نہیں۔ امام اہلسنّت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَحْدَانِیِّ رَضَوِیَّہ (ج ۴، ص ۶۸۹) میں فرماتے ہیں: تمباکو کے قوام میں خوشبو ڈال کر پکائی گئی ہو، جب تو اس کا کھانا مطلقاً جائز ہے اگرچہ خوشبودی ہو، ہاں خوشبو ہی کے قصد سے اسے اختیار کرنا کراہت سے خالی نہیں۔

(۹) کھانے والی خوشبو لگانا

اگر وہ خالص خوشبو ہے، تب تو اس کا کھانا اور لگانا برابر ہے، جب کہ عرف و عادت میں اس کے دونوں طرح استعمال کو خوشبو کہا جاتا ہو، جیسے مُشک، زعفران وغیرہ۔ اور اگر خالص خوشبو نہیں، جیسے زیتون کا تیل، اگر اس کا بطور خوشبو استعمال ہو، تو

کفارہ، ورنہ کچھ نہیں۔ اور اگر خوشبو کسی خاص شے کے ساتھ مختص (خاص) ہے اور دوسری جگہ جب تک مہک نہ دے اسے خوشبو نہیں کہا جاتا۔ جیسے لاپچی کہ منہ کی خوشبو کے لیے خاص ہے اور اگر کوئی اسے کپڑے میں باندھ لے یا داڑھی میں اٹکا لے، تو کوئی اسے خوشبو کا استعمال نہیں کہتا، تو اس صورت میں کچھ نہیں، اس کا صریح جز یہ عود کو کپڑے میں باندھنے کا ”خوشبو کے استعمال سے مراد“ کی بحث میں گزر چکا۔

(۱۰) صابن کو بنیت خوشبو استعمال کرنا

صابن یا خوشبودار واشنگ پاؤڈر وغیرہ کو خوشبو کے قصد سے استعمال کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ ٹوتھ پیسٹ کے بیان کے ضمن میں تمباکو کے خوشبودار قوام کے بارے میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے حوالے سے گزرا۔ بلا قصد و نیت خوشبو اس کے استعمال کا حکم بھی ماسبق میں واضح ہو چکا۔

(۱۱) ہاتھ میں مہک آنا

اس میں بھی وہی تفصیل ہوگی، جو ٹشو پیپر کے بیان میں گزری کہ مثلاً کسی ایسے شخص سے مُصافحہ کیا جس نے عطر لگایا تھا اور ہاتھ میں اگر خوشبو کا عین لگا تو ”کفارہ“ ہوگا اور اگر عین نہ لگا بلکہ ہاتھ میں صرف مہک آئی، تو کوئی کفارہ نہیں کہ اس محرم نے خوشبو کے عین سے نفع نہ اٹھایا، ہاں اس کو چاہیے کہ ہاتھ کو دھو کر اس مہک کو زائل کر دے۔

(۱۲) گلاب کے ہار

احرام کی نیت کے بعد گلاب کا ہار نہ پہنا جائے، کیونکہ گلاب کا پھول خود عین

خوشبو ہے اور اس کی مہک بدن اور لباس میں بس بھی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر اس کی مہک لباس میں بس گئی اور کثیر ہے اور چار پہر یعنی بارہ گھنٹے تک اس کپڑے کو پہنے رہا تو ”دم“ ہے، ورنہ ”صدقہ“ اور اگر خوشبو تھوڑی ہے اور کپڑے میں ایک بالشت یا اس سے کم میں لگی ہو اور چار پہر تک اسے پہنے رہا تو ”صدقہ“ اور اس سے کم پہنا، تو ایک مٹھی گندم دینا واجب ہے۔ اور اگر خوشبو قلیل ہے، لیکن بالشت سے زیادہ حصے میں ہے، تو کثیر کا ہی حکم ہے یعنی چار پہر میں ”دم“ اور کم میں ”صدقہ“۔

شرح اللباب (ص ۳۲۰) میں ہے: اذا كان الطيب في ثوبه شبرا في شبر
ای مقدارهما طولاً وعرضاً فهو داخل في القليل فان مكث اى دام
يوماً فعليه صدقة او اقل منه فقبضة كذا في المجرد والفتح یعنی اگر کسی
کپڑے میں خوشبو بالشت در بالشت لگی یعنی طول و عرض میں، تو وہ قلیل میں داخل ہے، پس اگر وہ
ٹھہرا رہا یعنی دن بھر پہنا رہا، تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اس سے کم ہے تو ایک مٹھی کھانا۔ ایسا ہی مجرّد
اور فتح القدر میں ہے۔

ردالمحتار (ج ۳، ص ۵۷۵) میں ہے: يمكن اجراء التوفيق المار هنا ايضا
بان الطيب اذا كان في نفسه كثيرا لزم الدم وان اصاب من الثوب اقل
من شبر وان كان قليلا لا يلزم حتى يصيب اكثر من شبر في شبر
وربما يشير اليه قولهم لوربط مسكا او كافورا او عنبرا كثيرا في طرف
ازاره او ردائه لزمه دم اى ان دام يوما ولو قليلا فصدقة یعنی گزشتہ تطبیق کر
یہاں بھی جاری کرنا ممکن ہے کہ اگر وہ فی نفسہ کثیر ہو تو ”دم“ لازم ہوگا۔ اگرچہ کپڑے میں بالشت سے زیادہ
کو نہ لگے اور اگر خوشبو قلیل ہو تو دم لازم نہیں جب تک بالشت در بالشت سے زیادہ کپڑے کو نہ لگے

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ
حج و عمرے کا طریقہ اور دعائیں

رفیق الحرمین



سُنّت کی جہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ جَلِیْلِ قُرْآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مجھے مجھے مَدَنی ماحول میں بکثرت نشیمن سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر شہرعات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے انجھی انجھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قلوبوں میں بد نیت ثواب سنتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پڑ کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ایچ آئی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو قطع کرانے کا معمول بنالینے، اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابند سنت بنے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے گلوٹے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مَدَنی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مَدَنی قلوبوں“ میں سفر کرتا ہے۔ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ



ISBN 978-969-631-055-6



0109198



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net